سوال

(185) زمین کا اخراج اور زکوۃ مالک اور کرایہ دار میں سے کس کے ذمے ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ما قولکم ایہا العلماء رحمکم اللہ فیمن استاجر ارضا من مالکہا المسلم اجارۃ او مزارعۃ لمن الزکاۃ علی العامل فی الارض وہو المستاجر او علی مالک الارض وہو الموجر؟ ولمن اذا کانت الارض خراجیۃ واشتراہا المسلم من الکافر الذی کان علیہ الخراج لمن کان علیہ الخراج والزکاۃ معا اولا؟ ولمن ورد فی سقوط الزکاۃ اذا کانت خراجیۃ حدیث صحیح یحتج بہ ام لا؟ بینوا توجروا۔

آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جس نے زمین کے مسلمان مالک سے اجارے یا کھیتی باڑی کے لیے زمین کرائے پر لی۔ اس زمین کی زکوۃ زمین کرائے پر لینے اور اس میں کاشت کاری کرنے والے پر ہوگی یا کرائے پر دینے والے مالک کے ذمے ہوگی؟ نیز جب کوئی مسلمان کسی کافر سے ایسی خراجی زمین خرید لے جس پر ہو (کافر) خراج ادا کرتا تھا کیا اب اس خریدار مسلمان پر خراج اور زکوۃ دونوں واجب ہوں گے یا نہیں؟ کیا خراجی زمین سے زکوۃ کے ساقط ہونے کی کوئی ایسی صحیح حدیث وارد ہوئی ہے جس سے حجت پکڑی جاسکے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واللہ الموفق للاصابۃ الصواب اعلم ان العشر ثبت بالکتاب والسنۃ والاجماع والمعقول اما الکتاب فقال اللہ تعالیٰ "وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ

" فان عامۃ المفسرین علی انہ العشر وہو مجمل بینہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ((ماسقت السماء ففیہ العشر وما سقی بغرب او دالیۃ ففیہ نصف العشر [1])) ان العشر یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملک الارض وعدمہ سواء انتہی کذا فی رد المختار علی الدر المختار للعلامۃ الشامی رحمۃ اللہ علیہ [2]

فظاہر القرآن والحدیث ان الزکاۃ تتعلق بمن نبت الزرع فی ملکہ فمن استخرج فوائد الارض فعلیہ الزکاۃ سواء کان الزراع المالک او المستاجر او للمستعیر او غیر ذلک قال فی الدر المختار العشر علی الموجر وعندہما علی المستاجر قال فی الحاوی : وبقولہما ناخذ انتہی [3]

قال فی فتح القدیر ان العشر منوط بالخارج وہو للمستاجر علیہ انتہی [4] وفی فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ واما العشر فہو عند الجمہور کمالک والشافعی واحمد وغیرہم علی من نبت الزرع علی ملکہ کما قال اللہ تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ... ۲٦۷ ... سورة البقرة

فالاول یتضمن زکاۃ التجارۃ والثانی یتضمن زکاۃ ما اخرج اللہ لنا من الارض فمن اخرج اللہ لہ الحب فعلیہ العشر فاذا استاجر ارضا لیزرعہا) فالعشر علی المستاجر) عند ہولاء العلماء کلہم وکذلک عند ابی یوسف ومحمد وقال الامام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ العشر علی الموجر واذا زارع ارضا علی النصف فما حصل للمالک فعلیہ عشرہ وما حصل للعامل فعلیہ عشرہ علی کل واحد منہما عشر ما اخرجہ اللہ لہ ومن اعیر ارضا او اقطعہا او کانت موقوفۃ علی عینہ فان زرع فیہا زرعا فعلیہ العشر وان آجرہا فالعشر علی المستاجر ان زارعہا فالعشر بینہما ودلیل ہولاء الائمۃ ان العشر حق الزرع ولہذا کان عندہم انہ یجتمع العشر والخراج لان العشر حق الزرع ومستحقہ اہل الزکاۃ والخراج حق الارض ومستحقہ اہل الفی فہما حقان لمستحقین بسببین مختلفین فاجتمعا کما لو قتل مسلما خطا فعلیہ الدیۃ لاہلہ والکفارۃ حق

الله وكما لو قتل صيدا مملوكا وهو محرم فعليه البدل لمالكه وعليه الجزاء حق الله

وابو حنيفه رحمة الله عليه يقول العشر حق الارض فلا يجتمع عليها حقان ومما احتج به الجمهور ان الخراج يجب في الارض التي يمكن ان تزرع سواء زرعت ام لم تزرع واما العشر فلا يجب الا في الزرع والحديث المرفوع :

((لا يجتمع العشر والخراج)) كذب باتفاق اهل الحديث [5] انتهى كلام الشيخ الاسلام ابن تيميه رحمة الله عليه

وقال الحافظ ابن حجر في تخريج احاديث الهدايه حديث لا يجتمع عشر وخراج في الارض على مسلم) رواه ابن عدي عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه رفعه بلفظ (لا يجتمع على مسلم خراج وعشر) وفيه يحيى بن عنبسه هو واه وقال الدار قطني هو كذاب وصح هذا الكلام عن الشعبي وعن عكرمة اخرجهما ابن ابي شيبه وصح عن عمر بن عبد العزيز انه قال لمن قال انما على الخراج الخراج على الارض والعشر على الحب اخرجه البيهقي من طريق يحيى بن آدم في الخراج له وفيها عن الزهري ولم يزل المسلمون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وبعده يعاملون على الارض ويستكرونها ويؤدون الزكاة مما يخرج منها فنري هذه الارض على نحو ذلك وفي الباب حديث ابن عمر : ((فيما سقت السماء العشر)) متفق عليه ويستدل بعمومه انتهى [6]

ال الزيلعي في التخريج احاديث الهدايه واستدل ابن الجوزي للشافعي في الجمع بين العشر والخراج بعموم الحديث عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سن فيما سقت السماء والعيون او كان عثريا العشر وفيما سقي بالنضح نصف العشر انفرد به البخاري

قال : وهذا عام في الارض الخراجية وغيرها واستدل الشيخ تقي الدين في الامام للشافعي بما اخرجه البيهقي عن يحيى بن آدم حدثنا سفيان بن سعيد عن عمرو بن ميمون بن مهران قال : سالت عمر بن عبد العزيز عن المسلم تكون في يده ارض الخراج فيسال الزكاة فيقول انما على الخراج؟ فقال الخراج على الارض والعشر على الحب

خرج ايضا عن يحيى قال : حدثنا ابن المبارك عن يونس قال سالت الزهري عن زكاة الارض التي عليها الخراج فقال لم يزل المسلمون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وبعده يعاملون على الارض ويستكرونها ويؤدون الزكاة مما يخرج منها فنري هذه الارض على نحو ذلك انتهى

قال الشيخ الاول فتوى بن عبد العزيز والثاني فيه ارسال عن النبي صلى الله عليه وسلم انتهى كلام الزيلعي [7]

وقال الحافظ ابن حجر رحمة الله عليه في تخريج الاحاديث في الهدايه روي ابن شيبه وعبد الرزاق من طريق الزبير بن عدي ان دهقانا اسلم على عهد علي رضي الله عنه فقال علي رضي الله عنه اذا اقمت بارضك رفعنا الجزية عن راسك واخذناها من ارضك فان تحولت فنحن احق بها ومن طريق محمد بن عبيد الثقفي عن عمرو علي قال : اذا اسلم وله ارض وضعنا الجزية واخذنا خراجها انتهى [8]

ولا يخفى ان الزكاة حق الفقراء كما تقدم والخراج حق الارض ومستحقه اهل الفئ فكيف يسقط حق الفقراء ويبقى حق اهل الفئ هذا لا يقبله ذو انصاف لانه اذا رفعت عنه الجزية الواجبة بسبب ذل الكفر فلا شك انه يكلف بالزكاة الواجبة التي هي حق الفقراء واحد اركان الاسلام التي لا يصح الا بالاقرار بها وادائها وحديث ابن عمر السابق :

((فيما سقت السماء العشر)) متفق عليه

يؤيد ما قلناه فكيف يترك حق الاسلام وحق الفقراء ولا يلزم بذالك فان هذا لا يقوله الا من لم يلاحظ الدلائل الشرعية التي لا تخفى على كل ذي انصاف والله اعلم تحفة المحتاج شرح المنهاج میں ہے۔

وعلى زارع ارض فيها خراج واجرة الزكاة ولا يسقطها وجوبهما لاختلاف الجهة والخبر النافي لاجتماعهما ضعيف اجماعا على باطل ولا يؤديهما من حبها الا بعد اخراج زكاة الكل وفي المجموع لو آجر الخراجية فالخراج على المالك ولا يحل لموجر ارض اخذ اجرتها من حبها قبل اداء زكاته فان فعل لم يملك قدر الزكاة فيؤخذ منه عشر ما بيده او نصفه كما لو اشتري زكويا لم تخرج زكاته [9]

آگاہ رہو کہ کتاب وسنت اجماع اور معقول کے ساتھ عشر ثابت ہے جہاں تک کتاب اللہ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

وَءاتوا حَقَّهُ يَومَ حَصادِهِ... ١٤١ ... سورة الانعام

پس عام مفسرین کا یہ موقف ہے کہ اس سے مراد عشر ہے یہ آیت مجمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس کا بیان ہے :

"ماسقت السماء ففیه العشر وماسقی بغرب اودالیۃ ففیہ نصف العشر"

جوزمین بارش سے سیراب ہواس میں عشر(دسواں حصہ) ہے اورجسے ڈول یا رہٹ کے ذریعے سیراب کیا جائے اس میں نصف العشر(بیسواں حصہ) ہے۔

کیونکہ عشر پیداوار میں واجب ہے نہ کہ زمین میں لہذا زمین کی ملکیت اور عدم ملکیت برابر ہے۔ پس قرآن وحدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ زکوۃ کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے جس کی ملکیت میں کھیتی باڑی اُگتی ہے۔ لہذا جسے زمین کے فوائد(پیداوار) حاصل ہوئے اس کے ذمے زکوۃ ہے۔ خواہ کاشت کرنے والا زمین کا مالک ہو یا اس نے زمین کرائے پر دے رکھی ہو اور عاریتاًلی ہو یا کوئی اور صورت ہو، درمختار کے مصنف نے کہا ہے عشر زمین کرائے پر دینے والے کے ذمے ہے اور ان دونوں کے نزدیک کرائے پر لینے والے کے ذمے ہے حاوی میں ہے کہ ان دونوں کا قول ہی ہم اختیار کریں گے۔

فتح القدیر کے مصنف نے لکھا ہے بلاشبہ عشر پیداوار کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ زمین کرائے پر لینے (اوراس میں کاشت کاری کرنے) والے کے ذمے ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں ہے:جمہور جیسے اما مالک رحمۃ اللہ علیہ ۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۔ اوراحمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ وغیرہ ہیں کے نزدیک عشر اس شخص پر واجب ہے جو اپنی ملکیت میں کھیتی باڑی کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءامَنوا أَنفِقوا مِن طَيِّبـٰتِ ما كَسَبتُم وَمِمّا أَخرَجنا لَكُم مِنَ الأَرضِ... ٢٦٧ ... سورة البقرة

پس آیت کا پہلا حصہ تجارت کی زکوۃ کو واضح کرتا ہے اور دوسرا حصہ اس پیداوار پر زکوۃ کو بیان کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے نکالی ہے (پس جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیداوار نکالی ہے اسی کے ذمے عشر ہے،جب وہ کاشتکاری کی غرض سے زمین کرائے پر لے)

پس (زمین) کرائے پر لینے والے کے ذمے عشر ہے۔ (ان تمام علماء کے نزدیک اور اسی طرح قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ زمین کرائے پر دینے والے کے ذمے عشر ہے۔ جب وہ نصف پیداوار کے عوض زمین کاشتکاری کے لیے دے۔ مالک کے حصے میں جتنی پیداوار آئے اس کے ذمے اس کا عشر ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے نکالی ہے جس کو کوئی زمین عاریتاً دی گئی یا اسے الاٹ کردی گئی یا زمین اس کی نگرانی میں دے دی گئی تو اگر وہ اس میں کاشتکاری کرے تو اس کے ذمے عشر ہوگا اور اگر وہ اسے کرائے پر دے دے تو کرائے پر لینے والے کے ذمے عشر ہوگا اور اگر وہ بٹائی پر کاشتکاری کے لیے کس کو دے تو عشر ان دونوں کے ذمے ہوگا۔

ان ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ عشر کھیتی باڑی کا حق ہے۔ لہذا ان کے نزدیک یہ موقف ہے کہ عشر اور خراج جمع ہوں گے،کیونکہ عشر پیداوار پر ہے اور اس کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں اور خراج زمین پر ہے اور اس کے مستحق مال ہی کے مستحق لوگ ہیں۔ لہذا وہ دو مختلف سببوں کے ساتھ دو قسم کے مستحقوں کے حق ہیں، پس وہ دونوں اکھٹے ہوجاتے ہیں۔ جس طرح اگر وہ کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کردے تو اس کے ذمے دیت ہوگی جو مقتول کے ورثہ کو دی جائے گی اور اس کے ذمے کفارہ بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اسی طرح اگر وہ احرام میں کسی مملوکہ شکار کو قتل کردے تو اسے اس جانور کے مالک کو اس کے بدلے میں اس جیسا جانور دینا ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر جزا و بدلہ بھی ہوگا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : عشر زمین کا حق ہے پس اس زمین پر دو حق جمع نہیں ہوں گے،جمہور نے جس چیز کے ساتھ دلیل پکڑی ہے وہ یہ ہے کہ خراج اس زمین میں واجب ہے جو زمین کاشتکاری کے لائق ہے خواہ اس میں کاشتکاری کی جائے یا نہ کی جائے۔ رہا عشر تو وہ صرف پیداوار پر واجب ہے۔ اور درج ذیل مرفوع حدیث :

"لا یجتمع العشر والخراج"

"عشر وخراج جمع نہیں ہوسکتے"

یہ روایت اہل حدیث کے اتفاق سے جھوٹی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ کی احادیث کی تخریج میں فرمایا ہے: حدیث

"لایجتمع العشر والخراج فی ارض علی مسلم"

مسلمان پر کسی زمین میں عشر اور خراج اکھٹے نہیں ہوسکتے۔

اسے ابن عدی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"لایجتمع علی مسلم" والخراج والعشر"

(مسلمان کے ذمے خراج وعشر جمع نہیں ہوسکتے) اس کی سند میں یحیٰ بن عنبسہ راوی ہے۔ جوضعیف ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: وہ کذاب راوی ہے یہ کلام شعبی اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحیح ثابت ہے، جس کو ابی شیبہ نے بیان کیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز سے صحیح ثابت ہے کہ انھوں نے اس شخص کو کہا جس نے کہا تھا کہ میرے ذمے توخراج ہے: خراج تو زمین پر ہے اور عشر پیداوار پر۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰ بن آدم کے واسطے سے اپنی کتاب "الخراج" میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ زہری کے واسطے سے ہے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور اس کے بعد زمین پر معاملہ کرتے تھے، زمین کرایہ پرلیتے تھے اور اس کی پیداوار سے زکوۃ ادا کرتے تھے۔ پس ہم اس زمین کو اسی قبیل سے گمان کرتے ہیں۔ اس باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی درج ذیل حدیث مروی ہے:

"فیما سقت السماء العشر" (متفق علیہ) "بارش سے سیراب ہونے والی زمین پر عشر ہے" اور اس کے عموم سے استدلال کیا جاتا ہے۔

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث ہدایہ کی تخریج میں کہا ہے: ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عشر اور خراج کے درمیان جمع میں عموم حدیث کے ساتھ شافعی کےلیے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین پر عشر مقرر کیا ہے جو زمین بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہویا وہ نمی والی زمین ہو۔ رہی وہ زمین جس کو کھینچ کر پانی پلایا جائے اس میں بیسواں حصہ ہے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ خراجی اور غیر خراجی زمین کے بارے میں عام ہے۔ شیخ تقی الدین نے امام میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کےلیے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰ بن آدم سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو سفیان بن سعید نے بیان کیا ہے انھوں نے عمرو بن میمون بن مہران سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا ہے: میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسلمان کے بارے میں سوال کیا کہ جس کو ملکیت میں خراج کی زمین ہے، اس سے زکوۃ کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھ پر توصرف خراج ہے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: خراج تو زمین پر ہے، جب کہ عشر پیداوار پر۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰ سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں ابن المبارک نے یونس سے بیان کیا، انھوں نے کہا میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس زمین کی زکوۃ کے بارے میں سوال کیا جس پر خراج ہے تو انھوں نے جواب دیا: مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور اس کے بعد زمین کے بارے میں معاملہ کرتے رہے، وہ زمین کرائے پرلیتے تھے اور اس کی پیداوار سے زکوۃ ادا کرتے تھے۔ لہذا ہم اس زمین کو اس جنس سے گمان کرتے ہیں۔ انتھیٰ۔

جناب شیخ (زیلعی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: پہلا فتوی عمر بن عبدالعزیز کا ہے اور دوسری روایت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاًثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث ہدایہ کی تخریج میں کہا ہے: امام ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر بن عدی کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک کسان

نے اسلام قبول کیا تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگر تو اپنی زمین میں رہے گا تو ہم تیرے اوپر سے جزیہ ہٹا دیں گے اور وہ تیری زمین سے لیں گے، پھر اگر تم اپنی زمین سے نقل مکانی اختیار کرلوگے تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں نیز محمد بن عبید الثقفی کے واسطے سے عمرو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جب اس نے اسلام قبول کیا، درآنحالیکہ اس کے پاس زمین تھی تو ہم نے اس پر سے جزیہ ہٹا دیا اور ہم نے اس زمین کا اخراج وصول کیا۔

مخفی نہ رہے کہ زکوۃ فقراء کا حق ہے جیسا کہ پہلے گزرا اور خراج زمین پر لازم ہے جو اہل فئی کا حق ہے۔ لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ فقراء کا حق ساقط ہوجائے اور اہل فئی کا حق باقی رہے۔ کوئی صاحب انصاف اس کو قبول نہیں کرتا ہے کیونکہ جب کفر کی ذلت کی وجہ سے اس پر واجب جزیہ اس سے ہٹا دیا گیا تو بلاشبہ اسے زکوۃ کا مکلف ٹھہرایا جائے گا جو کہ فقراء کا حق ہے اور ان ارکان اسلام میں سے ایک ہے جن کا اقرار کرنے اور ان کے ادا کرنے کے بغیر اسلام صحیح نہیں ہوتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ حدیث جو پہلے گزر چکی ہے:

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْكَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ" (متفق علیہ)"

وہ بھی ہمارے اس موقف کی تائید کرتی ہے لہذا اسلام اور فقرء کا حق لازم کیے بغیر کیسے چھوڑا جاسکتا ہے؟ یہ بات تو صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جس نے دلائل شرعیہ کا ملاحظہ نہ کیا ہو جو ہر صاحب انصاف پر مخفی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

تحفۃ المحتاج میں ہے: زمین کو کاشت کرنے والے پر خراج اور زکوۃ کی اجرت ہے ان دونوں کا وجوب زکوۃ کو ساقط نہیں کرتا ہے۔ کیوں کہ دونوں کی جہت مختلف ہے۔ ان دونوں کے اجتماع کے لیے خبر نافی اجماعاً ضعیف بلکہ باطل ہے، وہ اس زمین کی پیداوار سے دونوں کو ادا کرے گا نہ سارے کی زکوۃ نکالنے کے بعد "المجموع" میں ہے: اگر وہ خراجی زمین کرائے پر لے تو اس کا خراج مالک کے ذمے ہوگا۔ زمین کرائے پر دینے والے کے لیے اس کی پیداوار سے، اس کی زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اس کا کرایہ لینا حلال نہیں ہے۔ پس اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ زکوۃ کی مقدار کا مالک نہیں بنے گا۔ اس کے ہاتھ میں جو پیداوار ہوگی اس سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ جس طرح وہ اگر ایسی زکوۃ والی زمین خرید لے جس کی زکوۃ نہیں نکالی گئی۔

---

[1]۔ مسند احمد(1/145) ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ اس کی سند میں محمد بن سالم الھدانی ضعیف ہے۔

[2]۔ رد المختار(2/325)

[3]۔ رد المختار علی الدر المختار(2/334)

[4]۔ فتح القدیر(2/150)

[5]۔ مجموع الفتاویٰ(25/55)

[6]۔ الدرایۃ لابن حجر(2/132)

[7]۔ نصب الرایہ(3/442)

[8]۔ ادرایۃ لابن حجر(2/132)

[9]۔ تحفۃ المحتاج کتاب الزکاۃ باب زکاۃ النبات(ص:242)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الزکاۃ والصدقات، صفحہ: **360**

محدث فتویٰ